تصوف

بانی تصوف آج سے کچھ کم پانچہزار سال کا واقعہ ہے کہ جب وہ عارف دل شہر ابل مین دنیاوی خداؤنکو آزما چکا تو بھیڑون کے چرانے کی خدمت اختیار کی اگر اُس نے ابتدائی حالت پر غور کیا جاوے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ جس فکر وجس تحقیقات سے اُس عارف نے خدا کا وجود اور اسکی معرفت حاصل کی وہ افرینش عالم سے آجتک آپ اپنی مثال ثابت ہوتی ہر اسکی تحقیق معرفت وتحصیل علم الٰہی کی نسبت حقیقت شناس حضرات خود سمجھ لین اُسکے استغراق فی المعرفت اور ریاضت سے جو اس راہ عرفان مین وجود وحدت کا متلاشی تھا ثابت ہے ایام طفولیت سے اُسکی طبیعت خاموش وخلوت پسند واقع ہوئی تھی اس خدمت سے دینی علمی کوششون اور حصول مدعا کیلئے میدان تحصیل علم وحدت وتحقیق وجود باری کا صاف تھا بھیڑون کو چھوڑکر آپ الگ کسی محفوظ مقام پر استغراق کی حالت مین مسئلہ وحدت پر غور کرنا شروع کیا اس فکر وغور کی یہانتک حالت پہونچی کہ دن دن بھر گذر جاتا اور ہر وقت آنکھین تحیر و تصور مین تصدیق توحید کے مسئلہ پر کھلی رہتی تھین پہاڑ سی سینری اُس مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے کافی تھی ادھر ریوڑ کو اپنے چارے کی تلاش تھی ادر گلہ بان کو معرفت کی ایک دن یہی مرتبہ ھذا ربی کہنے کی نوبت آئی تھی کہ شاہد حقیقت کے نور نے اپنا جلوہ دکھایا صبح کا ظہور عنقریب تھا کہ ایک پرند خوشرنگ نے آکر سبوح قدوس رب الملائکة والروح کے دل آویز آواز سے متوجہ کر کے اپنا شیفتہ وفریفتہ کر دیا یہ جوئندہ وحدت بے اختیار اٹھ کر اُسکے قربت حاصل کرنے کی غرض سے چلا لیکن یہ پرند اپنی سبک پروازی سے کبھی اس پہاڑی پر اور کبھی اس پہاڑی پر پرواز کر رہا تھا اور دلکش آواز سے اپنے شیدائی کو بیقرار کر رہا تھا دو چار اڑان کے بعد ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا اس چھوٹے پرند کے آواز مین بلا کی دل آویزی دیا

شگفتگی کا اثر تھا کہ سننے کے بعد یہ سالک قید بندت آزاد ہو چکا تھا جو منزل تھی وہ طے ہو چکی
تھی آپ نے گھر واپس آکر توحید کا سبق دینا شروع کیا پھر قوم کو مخاطب کرکے ان بتوں کی
شکست کون کا الٹیمیٹم دیا گئی و مصنوعی خداؤں کے ساتھ جو برتاؤ کیا اُس کے نتیجہ
مین قوم و حاکم نے سوختنی و کشتنی کا حکم نافذ کیا تھوڑے دن نہ گزرے تھے کہ وہ
شخص امتحانگاہ مین ایک بہت بڑے جلتی ہوئی لکڑیون کے انبار کے اوپر جاتے ہوئے
دکھائی دیے رہا ہے یہ حالت ملاحظہ کرکے فرشتگان چلا اٹھے اور اُسکے بچانے کیلیے
ہر فرشتہ اذن طلب رب العزت ہوا اس کام مین جس نے عزت و سبقت حاصل کی
وہ جبرئیل تھے حاضر ہوکر امداد دینے کی امید و تسکین دیجاتی ہے لیکن یہ موحد حنیف
صاف انکار کرکے کہتا ہے کہ آپ تشریف لیجایئے مجھے آپ کی ضرورت نہین
جسکو بچانا ہوگا خود خبر لیگا اُس امتحان گاہ سے خلیل اللہ کا معزز خطاب حاصل
کرکے مراجعت فرماتا ہے اور اپنے جنم بھوم کو خیرباد کہتا ہے خلائق عامہ کیلیے
ایک کعبہ کی بنیاد قائم کرتا ہے اور اپنی اولاد کو ساکن و آباد کرتا ہے پھر اُس نعمت عظمے
کی اولاد کیلیے دعا مانگتا ہے جو اُسے بیابان مین حاصل ہوئی تھی پروردگار عالم
اس سچی و خالص دعا کو قبول فرماتا ہے اور ایک مدت کے بعد اُس نعمت عظمے کے
ساتھ اپنے رسول آخرالزمان کو مبعوث فرماتا ہے۔ سچی وحدانیت و معرفت
وہ ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی قوت بازو سے حاصل کیا اور وہ انکی
کی اولاد پر ختم ہوگئی۔

اقسام توحید اقتباس از صوفیائے کرام توحید کے جاننے والے کو موحد کہتے ہین ایک موحد حنیف دوسرا
موحد تابع موحد حنیف وہ ہے جو بلا واسطہ کسی انبیا یا برگزیدہ
اشخاص کے خدا تعالی کو واحد تصور کرے اس قسم کے لوگ اکثر جوگیون مین پائے جاتے
ہین۔ موحد تابع فی زمانہ صوفیائے کرام اہل اسلام ہین۔ تصوف کے سات درجے
قائم کیے ہین اس شعبہ کی ابتدائی تعلیم شریعت سے شروع ہوتی ہے عشق۔ عرفان۔
توحید۔ استغنا۔ فنا۔ بقا۔ فنا کے بعد بقا کا درجہ ملتا ہے جب سالک خدا کے

ذات میں لگیا تو پھر کیسی فنا اور کیسی بقا لیکن سالک کی مقام توحید تک رسائی بہت مشکل تسلیم کی گئی ہے علمائے صوفیہ کا قول ہے کہ توحید ایک سنسان ویران میدان ہے جہاں نہ منزل ہے نہ مقام ایسے وحشت خیز مقام میں ٹھیرنا اور کنارے آنیوالا لاکھوں کروڑوں میں ایک ہی سا ہوگا جو تارک العلایق ہوا اور اپنے کو کچھ نہ سمجھا اور اسی کے پیچھے پھر دوسرے پر کمربستہ ہی ہوگی البتہ وہ میدان اسکے ہاتھ رہا ہوگا پھر وہاں کیا دیکھا اور کیسے ٹھہرا جو گیا وہی جانے یا جسکے لئے گیا وہ جانے۔

توحید۔ جملہ موجودات عالم کو افعال خدا سمجھنا۔ اور جملہ موجودات کو صفات خدا جاننا وجود جملہ موجودات کو وجود باریتعالی خیال کرنا موثر حقیقی و موجودات اصلی ذات حق کے سوا دوسرے کو نہ جاننا غیریت کے نفی کو یہاں تک خیال کرلے کہ اپنے وجود کا ادراک بھی نفی ہو جاوے سالک کو ہر ذرہ موجودات عالم جداگانہ عین حق نظر آتا ہے اسی جگہ سجدہ بت عین سجدہ خدا سمجھا جاویگا جب اس منزل کا ہر وصفات موجودات کی تجلی سے فنا حاصل کرتا ہے تو ایک موج بے پایان دریائے ذات سے سر تختی پر وارد ہو کر گرداب عدم میں ڈالدیتی ہے مجھ فنا ہو جاتا ہے پھر نہ وجود ہے نہ شہود نہ اسم ہے نہ مسمی نہ عدم نہ خبر نہ علم غرضکہ کچھ باقی نہیں رہتا۔

تعریف توحید (منقول از صوفیائے کرام) پہلے کچھ نہ تھا صرف ایک اکیلا تھا یعنی ذات بلا تعین۔ اسی ذات مبرہ و منزہ سے تمام اجسام ارضی و اجرام فلکی ظہور پذیر ہوئے جب یہ کل کائنات فنا ہو جائینگی تو وہی ذات جیسی تھی ویسے ہی قائم رہے گی اب جو یہ پیدا ہوا اور غایب ہوا تو کہاں سے آیا اور کہاں گیا نہ یہ وجود غیر باقبل تھا نہ مابعد

شعر۔ نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

وہی ذات ہر شئے کے جزو و کل سے واقف ہے وہی عین علم ہے علم رکھتا دوسری شئے ہے وہ باعتبار سنکلپ[۱] روپ (قادر مطلق) ہے اور بصورت جسم فانی ہے یہ ہیئت روح

---

۱ سنکلپ یعنی بخشندہ اروپ یا جسکی کوئی شکل نہ ہو اس میں ایسی قدرت ہے کہ سب کچھ کرسکے دکھا سکتا ہے۔

باقی ہے نہ مرے نہ زندہ ہو جب تک جسم میں اگیان (جہل) ہے جیو آتما ہے جب سمجھ ہوئی پرم آتما (ذات خدا) ہے جب جسم مٹ گیا تو علم اور جہل اور کل تعلقات جاتے رہے جسم و جان برابر ہو گئے پھر کچھ باقی نہ رہا وہی ایک ذات جو پہلے سحر کی تھی ہر منزل کو طے کر گئی ہے یہ صرف دنیاوی نام ہیں مثلاً ایشر۔ رسول۔ بہشت۔ دوزخ۔ رشی۔ منی اوتار۔ مسجد ساجد۔ عابد معبود۔ آدم ابلیس در حقیقت یہ کوئی نہیں اسی کی ذات جملہ صفات میں جلوہ گر ہے نہ اسکی ابتدا ہے نہ انتہا نہ اسکو کسی نے دیکھا ہے نہ سمجھا اسکے دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش محض نادانی ہے کون طالب کون مطلوب جو پہچانا گیا وہ خدا نہیں نہ نفی کرنے سے نفی ہوتا ہے نہ اثبات سے ثابت نہ عارف کے قریب نہ جاہل سے دور نہ کافر کا دشمن نہ مومن کا دوست نہ عرب سے تعلق نہ ہردوار سے نفرت نہ اللہ اللہ سے خوش نہ رام رام سے ناخوش۔ اب ناظرین خود دونوں توحید کا تقابل کرکے تصفیہ فرمالیں۔

اقسام صوفیائے کرام

اسلامی علمائے صوفیہ نے فقراء کے درجہ مقرر کئے ہیں۔ صوفی۔ اوتاد۔ ابدال۔ غوث۔ خضر وقت۔ قلندر۔ قطب۔ صوفی وہ ہے جو وقت پر قادر ہو ہر حالت میں ذی اختیار ہو صفائی قلب ظاہری و باطنی یکساں ہو مثلاً خواجہ بایزید بسطامی نے حضرت امام جعفر صادق سے کچھ فیض حاصل کیا ہے اوتاد جمع ہے وتد کی اور وتد کے معنی میخ کے ہیں ابدال کو اہل تصوف بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو تمام عالم مسخ ہو جائے انکی تعداد ہر وقت چالیس کی ہوتی ہے اگر کوئی کم ہوا تو فوراً اوتاد میں کا منتخب کر لیا جاتا ہے۔ غوث فریاد رس کو کہتے ہیں ہر معاملہ ظاہرا و باطنا میں عدل و تصرف کرتے ہیں انکی شناخت یہ ہے کہ جسکو اپنے اعضا بدن سے جدا کر دیتے ہیں بعد پھر شامل کر لیتے ہیں۔ خضر وقت ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت خضر کا جسپر علم لدنی منکشف ہوا اور اسرار الٰہی سے واقف ہو جس شخص کو توجہ دے وہ کامل ہو جاوے۔ قلندر کی تعریف [illegible] تجرید و مستغنی ہو تمام عالم کا حال اوسپر آئینہ ہوتا ہے مجذوب بھی ہوتا ہے سالک بھی ہے ہندوستان میں شرف الدین بو علی شاہ قلندر کرنال و پانی پتی مشہور ہیں۔

قطب اوس چکی کے کیل کو کہتے ہیں جسپر چکی کا مدار ہوتا ہے شل ہے قطب از جا نجنبد اگر قطب نہو تو تمام عالم کا انتظام درہم برہم ہوجاوے خلق اللہ کا فائدہ ظاہری و باطنی اوسی سے منسوب ہے۔ مجذوب کی دو قسمیں ہیں ایک ازلی دوم کسبی ازلی وہ ہے جو روز ازل میں الست بربکم کی ندا سنکر اوسکے جواب میں بلی کہا ہے اور رب العزت کی مشاہدہ جمال لازوال سے مست و سرشار ہوکر جب عالم ارواح سے عالم اجسام کیطرف عود کیا ہو تو اوسی طرح بیخبر اور مست رہا ہے یہی کیفیت عالم برزخ میں بھی رہیگی کسبی وہ ہے جو محنت و ریاضت کرکے حصول مدعا کرے۔

عقیدہ و اقوال صوفیائے کرام

خدا کے دید کے قائل۔ ذات احدیت میں فنا ہوکر دائمی بقا کی آرزو حضرت بایزید بسطامی ایک مرتبہ جلوت میں سبحانی ما اعظم شانی کہہ اوٹھے مریدان نے اس خلاف جملہ پر نوٹس لیا آپ نے فرمایا کہ اگر آئندہ یہ الفاظ میرے زبان سے نکلے تو بے تامل مجھے چھری مارنا دوسرے دن یہی واقعہ پھر پیش آیا مریدان تعمیل حکم بجالائے لیکن چھریاں کارگر نہ ہوئیں بعد فرو ہونے جذب کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ کہنے والا اور چھریاں کھانے والا بایزید نہیں تھا (خدا تھا) میں اس دل کے تاک میں چالیس سال سے ہوں لیکن جہاں تک واضح ہوا کہ بندگی اور معبودی حق کیطرف سے ہیں ابوبکر واسطی کا قول ہے کہ میں ایسے خدا سے بیزار ہوں جو میری اطاعت سے خوش اور میری نافرمانی سے ناخوش ہو یعنے میرے قبضہ و اختیار میں ہو جیسا چاہوں بنا لوں حسین بن منصور جو انا الحق کہتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں ہی حق ہوں۔ یہ کفر میرے لئے واجب اور غیر کیلئے ناواجب۔ حضرت ابوبکر شبلی کا یہ قول ہے کہ میں ہی کہنے والا اور میں ہی سننے والا میرے سوا اس جہان میں کوئی نہیں ہے۔ بوقت احتضار مریدان نے لا الہ الا اللہ پڑھنے کی ہدایت کی لیکن آپ نے مرتے وقت بھی نہ پڑھا فرمایا جب غیر ہی نہیں تو نفی کسکی کیجا وے یہی حضرت شبلی مرتے وقت روکر افسوس کیا کہ لعنت کا خطاب ابلیس کو کیوں عطا ہوا مجکو کیوں نہوا اگر شاید کوئی صاحب میرے اس تحریر کو غلط خیال فرماویں تو حسب ذیل اشعار مثنوی کے ملاحظہ ہوں۔

وقت مردن بود شبلی بے قرار — چشم پوشیدہ دلے پر انتظار
بر میان زنار حیرت بستہ بود — بر سر خاکستر بنشستہ بود
برگرفتے اشک خاکستر او — گاہ خاکستر فشاندی بر سر او
سائلے گفتش چنیں وقتیکہ ہست — دیدہ ہرکس راکہ او زنار بست
گفت میسوزم چہ سازم چوں کنم — جان ز غیرت میگدازم چوں کنم
جانمن کز ہر دو عالم چشم دوخت — ایں زمان از غیرت ابلیس سوخت
چوں خطاب لعنتی او راست بس — زیں اضافت آید افسوسم بکس
ماند شبلی تشنہ و تفتہ جگر — او بہ دیگر کسے دہد چیزے دگر

کرامات صوفیہ کرام | جب رسول اللہ شب معراج منزل مقصود پر پہونچ گئے تو کیا ملاحظہ فرمایا کہ وہ روح[1] جو بوقت سواری کندھے کا زینہ بنی تھی اب پردہ حجاب کے پاس بصورت انسان موجود ہے حضرت کو دیکھکر خطاب کیا کہ اے محمد ٹھہر جاؤ ابھی تیرا خدا نماز پڑھتا ہے

(۲) اعظم علیشاہ صوفی پانی پتی ناقل ہیں کہ میں زمانہ غدر کے قریب میں قصبہ بہمہ سے بسواری بیل گاڑی دہلی جارہا تھا راستہ میں نماز ظہر ادا کیا اتنے میں ایک شکلے و صاحب وارد ہوئے اور کھانا کھاکر وہیں سو گئے میں بھی سوگیا جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ مع گاڑی بیل کے ہملوگ ایک سرا میں مقیم ہیں اور بیل چارہ کھارہے ہیں شاہ صاحب آرام کر رہے ہیں ہشیاری سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس شہر کا نام حیرت افزا ہے اور یہ سرائے خاص انھیں میاں صاحب کی ہے اور یہی مالک ہیں اس سراکا خراجات انھیں کے ذمہ ہیں شہر کی ابتداء انتہا کا حال معلوم نہ ہوا وہاں کے لوگ مرفہ حال صوم وصلوۃ کے پابند بجز قال اللہ وقال الرسول کے کوئی ذکر نہیں آٹھویں دن حسب معمول جب دوپہر کو سوکر اوٹھے تو ہملوگ روانہ ہوئے بہادر گڈھ پہونچکر قیام کیا میاں صاحب نے فرمایا کہ براہ مہربانی ہمارا کھانا بعد نماز عشا مسجد میں لانا حسب الارشاد جب میں کھانا لیکر مسجد میں پہونچا تو دیکھا کہ میاں صاحب ایک مادر زاد سے صورت ہیں نہ میں نے دوسری جانب منہ پھیر لیا اور میں

[1] حضرت غوث الاعظم پیران پیر۔

دوسطر دیکھتا ہوں تو نماز میں مشغول ہیں بعد فراغت کہا تاکہا یا جب نصف شب
گذری تو کہا کہ بیرون شہر جاکر دھوبیوں سے میرا لنگوٹا صاف کرالاؤ میں نے عرض کیا
کہ حضرت آدھی رات کو کون دھوئیگا آپ نے باصرار مجھے روانہ کیا جب شہر پناہ کے
پھاٹک کے باہر آیا تو دن چڑہا ہوا اور دھوبیوں کو کپڑا دھوتے ہوئے دیکھا مجھے شبہ
معلوم ہوا اندر شہر پناہ کے واپس آیا تو پھر وہی نصف شب۔ آخر میں دھوبیوں کے
پاس گیا ابھی اپنا ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ ایک دھوبی نے کہا کہ لاؤ میاں صاحب
کا لنگوٹا میں صاف کردوں صاف کر کے اور دھوپ میں سکھا کر مجھے دیا جب میں
مسجد میں آیا تو وہی نصف شب لنگوٹا لیکر شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں سنو ایسے
ایسے بھان متی کے تماشے تو ہم آپکو بہت دکھا سکتے ہیں لیکن فقیری کچھ دوسری شے
ہے یہ کہکر غائب ہو گئے راوی کہتا ہے کہ جب دہلی میں شاہ عبد العزیز صاحب کے
خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص خضر وقت تھا (سبحان اللہ)
علم روحانی یا کہ ریاضت کرنے سے علم روحانی حاصل ہوتا ہے جسقدر محنت
کشف کرامات کیجاوے گی اوسی قدر اس فن میں کمال حاصل ہو سکتا ہے جو تصوف
کے پیروی میں ظاہر ہیتونکو دکھا دیتا ہے جیسے دم علیات مسمریزم۔ ہپناٹزم وغیرہ
وغیرہ ان علوم سے عجائبات نظری وانسانی فطری دکھائے جا سکتے ہیں۔ مثلاً پانی پر
چلنا۔ انتقال روح۔ یک بیک غائب ہو جانا۔ پرواز کرنا۔ بیماروں کو اچھا کر دینا دفینہ
بتا دینا جب محنت و ریاضت کر کے اس درجہ تک پہونچ جاتے ہیں تو پھر دنیا کی
جال میں پھنسکر بجائے اوپر چڑھنے کے نیچے اوتر آتے ہیں دنیا حاصل کرنیکا یہ ایک آلہ
قرار دادہ ہے۔ اس علم سے کشف کرامات دکھا کر کامل کہلاتے ہیں ورنہ اس منزل سے
آگے بڑھنے میں کچھ کامیابی کی روشنی دکھائی دیسکتی ہے حقیقت امر یہ ہے کہ اس علم
کے تحصیل سے اکثر لوگوں کا دماغ کمزور وخراب ہو جاتا ہے اور جس درجہ پر پہونچکر خراب
ہوتا ہے وہی شے بعد خرابی دماغ قائم رہتی ہے جو اکثر جوگیا سمدھ والے یا برہنہ اشخاص
مجذوب وکامل کے نام سے پکارے جا رہے ہیں یہ اوسی علم روحانی کا بگڑا ہوا نتیجہ ہے

بانیل شدہ ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میاں صاحب کے حالات میں درج ہے
ورنہ تصوف دوسری شے ہے۔
تصوف میں یہ سچ ہے کہ خدا نے خاتم الانبیا پر رسالت اور دین کے خاندان میں ولایت
و شہادت ختم کر دیا ان چیزوں کا ملنا محال ہے لیکن ہوس کرنا بیکار ہے
اسلام میں تصوف کا موجد وہ شخص ہے جس نے حضرت رسول اللہ کے خاص صحبت
و مہربانی سے اپنی ذات کو یہاں تک فنا کیا کہ اب فی زمانہ اس شعبہ میں بھی اوسکا
نام فنا ہو گیا افسوس شیعی گروہ یوں ہی علی پرست مشہور ہو رہا ہے اس مذہب کو اس
علم کیجانب بہت کم شوق ہے وجہ یہ ہے کہ موجد نے اپنے پیروان کو حل کر کے
ثابت کر دیا ہے کہ ہر اشخاص کا آئندہ اس علم کے تحصیل کا ظرف نہیں ہوگا اس شعبہ
کا اعلی مقصد یہ ہے کہ شریعت کے اپنے جملہ امور سپرد باری تعالی کر دیتا ہے۔ توکل
صبر قناعت رضا وغیرہ اسکے جزو اعظم ہیں بعد رحلت آنحضرت مسند خلافت پر خلیفہ
اول پھر خلیفہ دوئم پھر خلیفہ سوئم متمکن ہوئے یہ ایام خلافت ثلثہ میں جو خاموشی ولی اللہ
کی زیر بحث ہے اس زمانہ میں بھی آپکا نقطہ خیال اسلام کی ترقی و بہبودی پر قایم تھا
حصول معرفت کا اہل بجز آپ کے اصحاب رسول میں اور کوئی نہیں تھا جسقدر پیغمبران
اور ہادی گذرے ہیں اونکی تعلیم ظاہری عقل و خیال کے موافق (شریعت) تھی اور
تعلیم مخصوص تھی جیسے حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو اور آنحضرت نے علیؑ کو تعلیم
دی چنانچہ سعطلی خلافت میں اسی تعلیم کا درس جاری تھا جسکا نام تصوف ہے اب دنیا
داروں نے ٹھیکہ لیکر ایک پیشہ اختیار کر لیا ہے سابق صوفیائے کرام نے تو اپنا
سلسلہ نسب آخر میں اس ولی اللہ تک پہونچایا ہے اور اس فن کا بانی تصوف
لیکر مدح سرائی کی ہے جو بہ تصدق اپنے اوستاد کے کچھ فیض بھی حاصل کیا لیکن فی
زمانہ جو کتابیں دیکھی جاتی ہیں۔ وہ تعصب کے گندگی سے لبریز ہیں بعض صوفیائے کرام
نے اپنا نسب امام حسن تک اور اون سے حضرت فاطمہ تک پھر اون سے حضرت
رسول اللہ تک بعض حضرات ابوبکر تک اور پھر اون سے حضرت رسول اللہ تک

بعض سلمان فارسی تک لیجا کے حضرت رسول اللہ تک بعض اویس قرنی رضہ تک لیجا کے حضرت رسول اللہ تک بعض ابوہریرہ تک لیجا کے رسول اللہ تک پہونچا دیتے ہیں بہرحال اوس ولی اللہ کو اس شعبہ سے بالکل خارج کر دیا۔ علی نے آنکھ کھولی تو دنیا میں سب سے پہلے حضرت رسول اللہ کے روے اقدس کی زیارت ہوئی ایام طفولیت میں زبانکو چوسا جوان ہوے تو سایہ بنے رہے اس علم کو رسول اللہ نے بجز علی کے نہ کسی کو تعلیم دی ہے اور نہ کسی نے سیکھنے کی کوشش کی ہے صحبت رسول میں بجز خاموشی یا امور دنیاوی کے استفسار کے یا جو خود زبان مبارک سے ارشاد فرمایا اسکے سوا ادب رسالت سے گفتگو کرنے کی کسیکو جرأت ہی نہیں پڑتی۔ اسی امتحان کیلئے پروردگار عالم نے چند روزہ سرگوشی کرنے کے لئے ٹیکس مقرر کر دیا تھا لیکن اس شخص کو رسول سے اُنس تھا یا ٹیکس دیتے ہوے دل بے چین تھا وہ بھلا کب ماننے والا تھا باوجودیکہ ایسی مفلسی کی حالت میں تھی سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرنے والا وہی تھا جسکا خطاب اس شعبہ میں ولی اللہ ہے جب آنحضرت نے دنیا سے رحلت فرمایا تو آخری صورت علی کی دیکھی ان صحیح اور سچے واقعات کا تقابل کہہ رہا ہے کہ بار خدایا ان دونوں میں کیسا معاہدہ تھا اور اسی معاہدہ کا تو خود گواہ تھا میرے خیال میں حضرت اویس قرنی رضہ کو صحبت نصیب نہیں ہوئی حضرت ابوہریرہ رضہ صاحب تو وہ ہیں جنکی جھوٹی مصنوعی حدیث پر حضرت عائشہ نے سربازار للکارا تھا یہی حضرت خود مقر ہیں کہ کھانے کا لطف معاویہ کے دسترخوان پر اور نماز پڑھنے کا لطف علی کے پیچھے ہے بھلا کوئی انصاف پسند اس کلام کو تسلیم کر سکتا ہے کہ جس شخص کا پیٹ ایسے حرام کھانے سے بھرا ہوا اسکو علی کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا مزہ آ سکتا ہے۔ حضرت ابوبکر کے تصفیہ قلب و تزکیہ نفس کی یہ حالت تھی کہ بار خلافت سے گھبرا کر چڑیا بننے کی آرزو کی یا ایک سانپ کے کاٹنے سے غار میں بے تحاشا چلا اٹھے میرے ناظرین خود ہی فیصلہ کرینگے کہ باطنی تعلیم رسول اللہ صلعم سے کسقدر حاصل کی تھی حقیقت امر یہ ہے کہ تصوف کے درخت میں بیشمار قلمیں لگا دی گئی ہیں جسکی صحبت

سے صورت شکل مزہ وزن سب تبدیل ہوتے جاتے ہیں فنا کہتے ہیں کہ جب سالک حقیقت کی منزل پر پہونچ جاتا ہے تو صوم صلوۃ خمس زکوۃ وغیرہ کا جوا گردن سے دور کر پھینک کر وحدت کا شیدائی بنجاتا ہے کہیں محفل میں رقص کرتا ہوا یا نوری لباس میں کسی بدرو کے اندر شہد چاٹتا ہوا یا کسی بھٹی پر دودہ پیتا ہوا نظر آتا ہے۔

خیال رکھنا چاہئے کہ بلا شریعت و بلا اتباع علی کے تصوف حاصل نہیں ہو سکتا اس شعبہ میں حضرت فاطمہ و حضرت اویس قرنی کو داخل کرنا اور حضرت علی کو بالقصد خارج کرنا بعید از مصلحت نہیں ہے جس کا انکشاف اسطرح ہو سکتا ہے کہ حضرت فاطمہ دختر رسول وایک قابل عترت دہر و لعزیز مذہبا واقع ہوئیں ہیں اگر تصوف کے نسوانی گروہ میں موصوفہ کو داخل کر لیا جاویگا۔ تو کوئی مذہب منکر نہیں ہو سکتا ہے لہذا اسی سلسلہ میں حضرت رابعہ بصری جو مجذوبہ و کاملہ کہی جاتی ہیں وہ معترضوں کے اعتراض سے محفوظ ہو جاوینگی اسی طرح حضرت اویس قرنی رو صحبت آنحضرت سے مستفیض نہیں ہوئے لیکن اس مسئلہ کے مطابق کہ مرشد کامل عدم رویت وبعد المشرقین والمغربین میں بھی اپنے مرید کو توجہ دیکر کامل بنا سکتا ہے۔

جب تصوف کے باغیں یہ قلمیں بارآور ہو جاوینگی تو خود بخود اصلی درخت دملی اجس سے قلمیں لی گئی ہیں نابود ہو جاویگا۔

محض ان دو پوئنٹ کے مضبوط کرنیکی غرض سے یہ اختراعی جدت کیگئی ہے ورنہ محض دہوکھائی یا ڈھکوسلا بازی کے اور کیا ہے۔ فقط مقرب حسین پیشکار

مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء

اور شرعی پردہ

جو منہ دکھائی کی رسموں پہ ہیں مصر ابلیس چھپینگی حضرت حوا کی بیٹیاں کبتک

بیسویں صدی کچھ ایسی آفت خیز ہے کہ آئے دن نت نئی خبریں اور نرالے واقعات دیکھنے اور سننے میں آرہے ہیں مساوات اور آزادی کی کچھ ایسی آندھی چلی ہے کہ ہر قوم و قبیلہ اپنی اپنی دھن میں نظر آرہا ہے ۔ آج روس جیسی مضبوط ترین سلطنت